فتاویٰ نذیریہ

شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی

★

ناشر
اہلحدیث اکادمی کشمیری بازار۔ لاہور

طَلَبُ العِلمِ فَرِیضَۃٌ علٰی کُلِّ مُسلِمٍ

حضرت شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی ف ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء

کے

مکتوبہ ومصدقہ فتاویٰ کا بے نظیر مجموعہ

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ نذیریہ

مبوّب ومترجم

جلد سوم

ناشر

اہلحدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۵

طابع شیخ محمد اشرف

ناشر .... اہلحدیث اکادمی لاہور

مطبع .... اشرف پریس لاہور

تاریخ اشاعت

طبع اول .... ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۳ء

طبع دوم .... ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۱ء

قیمت

جلد اول مجلد .... ۱۸ روپے

جلد دوم مجلد .... ۱۵ روپے

جلد سوم مجلد .... ۱۲ روپے

کامل سیٹ ۴۵ روپے

صفحہ	مضمون استفتاء	
۲۶۱	ہنود کا یہ بیان غلط ہے کہ گائے کی قربانی قرآن مجید میں نہیں ہے	۱۳
۲۶۶	تحقیق مسئلہ خصاء بہائم ماکول اللحم وغیرہ	۱۴
	کتاب الامارۃ والجہاد	
۲۷۷	مولوی عبداللہ صاحب جو علاقہ خراسان میں ہیں وہ امام وقت ہیں یا نہیں اور جہاد فرض عین ہے یا کفایہ اور اس وقت جہاد ہے یا نہیں۔	۱
۲۸۴	ہندوستان میں فی الحال جہاد جائز ہے یا نہیں۔	۲
۲۸۵	حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ کے مطلب کی تشریح	۳
	کتاب الحدود والتعزیر	
۲۸۷	حد تعزیر و فرق درمیان اشراف و اجلاف	۱
۲۹۰	زید نے اپنی زوجہ کو بوجہ قرائن زانیہ قرار دے کر زجر کی اور زوجہ بھی مقر ہوگئی بعد ازاں زید نے روبرو چند لوگوں کے کہا کہ میں نے غصہ میں کہا تھا اس صورت میں عمرو متہم پر زنا ثابت ہوگا یا نہیں	۲
۲۹۲	صورت مسئولہ میں زید کا دعویٰ اوپر دلاپانے اپنی زوجہ کے پہنچتا ہے یا نہیں	۳
۲۹۳	ایک شخص نے خط میں ایسے کلمات تحریر کیے جو صراحۃً یا کنایۃً کسی محصنہ کے حق میں قذف ہیں اس پر کیا حکم ہے	۴
۲۹۴	صورت مذکورہ سوال مقتضی لعان ہے	۵
	کتاب الحظر والاباحۃ	
۲۹۶	زید نے اپنی زوجہ کو گھر سے نکال دیا وہ بد وضع آوارہ پھرتی ہے زید نہ طلاق دیتا ہے نہ رکھتا ہے پس دونوں گنہگار ہوتے ہیں یا نہیں اور زید کی امامت کا کیا حکم ہے۔	۱
″	پردہ زناں از خواجہ سرائے جائز است یا نہ	۲
۲۹۷	نان پاؤ تاڑی آمیز کھانا درست ہے یا نہیں اور اس کی بیع شرعی جائز ہے یا نہیں	۳
۲۹۸	اگر خواجہ سرائے بکسے زن عقد نکاح کند جائز است یا نہ	۴

کتاب الامارۃ والجہاد

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل مندرجہ ذیل میں جنیوا بالدلیل توجروا بالاجر الجزیل (۱) مولوی عبداللہ صاحب جو علاقہ خراسان میں ہیں وہ امام وقت ہیں یا نہیں (۲) جہاد فرض عین ہے یا کفایہ، اور اس وقت جہاد ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: جاننا چاہیے کہ امام اکبر یعنی امیر المومنین جس کے اختیار میں انتظام سارے مومنوں کا ہوتا ہے، اس کی اطاعت فرض ہے۔ اس میں کئی شرطیں ضرور ہیں کہ جب وہ شرطیں پائی جاویں گی، وہ امام وقت شرعا ہوگا، ورنہ نہ ہوگا۔ شرط اول یہ ہے، کہ وہ قریشی ہو یعنی قریش میں سے ہو، جیسا کہ کتب عقائد میں ہے، کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، کہ امامت قریش کے ساتھ مخصوص ہے، انشاء اللہ تفصیل اس کی آتی ہے۔

دوسری شرط یہ ہے، کہ وہ زندہ اور حاضر ہو، اور عاقل ہو، مردہ وغائب قابل امامت کے نہیں ہے، اس کا ثبوت بھی انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کروں گا۔

تیسری شرط یہ ہے، کہ اس سے پہلے اور کسی امام کے ہاتھ پر مومنین نے بیعت نہ کی ہو اور وہ امام اول اب تک زندہ ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے، کہ مومن اور دین دار ہو، انشاء اللہ ان دونوں شرطوں کا ثبوت بھی ذکر کیا جاوے گا۔

ثبوت شرط اول کا یہ ہے۔ عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی منھم اثنان رواہ البخاری ومسلم (ترجمہ) روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہے گا یہ امر یعنی خلافت وامامت قریش میں جب تک باقی رہیں گے ان میں سے دو شخص روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔ قال السید جمال الدین فی شرح المشکوٰۃ تحت ھذا الحدیث دل ھذا الحدیث

ظاہرۃ علی ان الخلافۃ مختصۃ بقریش لایجوز عقدھا بغیرھم وعلی ھذا انعقد اجماع الصحابۃ ومن بعدھم ومن خالف فھو محجوج بالاجماع۔ فرمایا سید جمال الدین نے شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت میں، دلالت کرتی ہے یہ حدیث اور جو مثل اس کے ہے اس بات پر کہ خلافت قریش کے ساتھ خاص ہے، دوسروں کو اس کا اختیار نہیں ہے اور اس پر منعقد ہوا اجماع صحابہ کا، اور ان کے بعد کا، جو خلاف کرے اس کا وہ مردود ہے اجماع سے۔ وعن معاویۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ھذا الامر فی قریش لا یعادیھم احد الا کبہ اللہ علی وجھہ ما اقاموا الدین رواہ البخاری فی صحیحہ (ترجمہ) روایت ہے امیر معاویہ رضی سے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق یہ امر یعنی خلافت قریش میں ہے، نہیں جھگڑے گا کوئی ان سے مگر اللہ ان کو منہ کے بل گرا دے گا، یعنی دنیا میں مغلوب کرے گا، اور آخرت میں عذاب کیا جاوے گا، جب تک وے لوگ یعنی قریش دین کو ٹھیک رکھیں گے۔ قال الحافظ فی الفتح (قولہ) ان ھذا الامر ای لا ینازعھم احد فی الامر الا کان مقھورا فی الدنیا معذبا فی الاخرۃ انتہی۔ کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں قول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شک یہ امر خلافت آخر حدیث تک، جس کا خلاصہ یہ ہے، کہ نہ جھگڑے گا ان سے کوئی مگر قہر ہوگا اس پر دنیا میں اور عذاب پاوے گا آخرت میں، تمام ہوا قول حافظ ابن حجر کا۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس تبع لقریش فی ھذا الشان مسلمھم تبع لمسلمھم وکافرھم تبع لکافرھم رواہ مسلم (ترجمہ) روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے لوگ تابع ہیں قریش کے اس امر میں یعنی خلافت میں مسلمان ان کے تابع ہیں مسلمان کے کفار ان کے تابع ہیں ان کے کفار کے روایت کیا اس کو مسلم نے۔ قال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم تحت ھذا الحدیث وفی روایۃ الناس تبع لقریش فی الخیر والشر وفی روایۃ لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی منھم اثنان وفی روایۃ البخاری ما بقی منھم اثنان ھذہ الاحادیث واشباھھا دلیل ظاھر علی ان الخلافۃ مختصۃ بقریش لایجوز عقدھا لاحد من غیرھم وعلی ھذا انعقد الاجماع فی زمن الصحابۃ وکذلک من بعدھم ومن خالف فیہ من اھل البدع او عرض بخلاف من غیرھم فھو

محجوج باجماع الصحابۃ والتابعین فمن بعدھم بالاحادیث الصحیحۃ قال القاضی و قد عدھا العلماء فی مسائل الاجماع ولم ینقل عن احد من السلف فیھا قول ولا فعل بخلاف ماذکرنا وکذلک من بعدھم فی جمیع الاعصار انتھی وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الملک فی قریش والقضاء فی الانصار والاذان فی الحبشۃ والامانۃ فی الازد یعنی الیمن رواہ الترمذی (ترجمہ) روایت ہے ابوہریرہ سے کہا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت قریش میں اور قضاء انصار میں اور اذان حبش میں اور امانت یمن میں روایت کیا اس کو ترمذی نے قال الشیخ فی اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ تحت ھذا الحدیث لعل المراد ان یراعی ھذہ المناصب فیھم فھو خبر فی معنی الامر انتھی۔ یہ حدیثیں صراحۃً دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ امر خلافت وامامت منحصر مخصوص قریش میں ہے، انصار وغیرہ کو اس میں کچھ دخل نہیں ہے جیسا کہ اوپر گذرا، کہ جو ان سے اس امر میں جھگڑے گا، اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گرادے گا، اور بعض حدیث میں آیا ہے، کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو فرمایا، کہ میرے بعد تم پر قریش امیر ہوں گے تم صبر کیجیو، اور ان کی اطاعت کیجیو۔ عن انس بن مالک رض یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم للانصار انکم ستلقون بعدی اثرۃ فاصبروا حتی تلقونی موعدکم الحوض رواہ البخاری (ترجمہ) روایت ہے انس بن مالک سے کہ کہتے تھے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو تحقیق تم پاؤ گے میرے بعد حکومت دوسری کی پس صبر کیجیو، یہاں تک کہ ملو مجھ سے اور جگہ تمہارے وعدہ کی حوض کوثر ہے، روایت کیا اس کو بخاری نے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو مخصوص کرکے فرمایا، کہ تم پر دوسرے حکمران ہوں گے، اس سے معلوم ہوا، کہ خلافت قریش کے ساتھ خاص ہے، اس کا کچھ حصہ اس میں نہیں ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں کہا ہے ولما کان الامر مختصا بقریش ولاحظ للانصار فیہ خوطب الانصار بانکم ستلقون اثرۃ انتھی اور یہ حدیث چند طرق سے بخاری میں مروی ہے، اب بوجہ اتم واکمل ثابت ہوا، کہ امام قریشی ہونا چاہیے، انصاری وغیرہ کو اس سے کچھ سروکار نہیں، اور یہی شرط اول تھی، کما لا یخفی، اب یہاں پر ایک

لہ شیخ عبدالحق نے اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے، کہ شاید مقصد یہ ہے، کہ قریش کے لئے ان مناصب کی رعایت رکھی جائے، اور یہ خبر ہے امر کے حکم میں ۱۲

سے شبہ ہوتا ہے، اس کا ذکر کرنا اور دفع کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، وہ یہ کہ حدیث میں آیا ہے عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اسمعوا و اطیعوا و ان استعمل علیکم عبد حبشی کان رأسہ زبیبۃ رواہ البخاری (ترجمہ) روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سنیو اور تابعداری کیجیو، اگرچہ حاکم بنایا جاوے تم پر غلام حبشی کہ سر اس کا مانند انگور خشک کے ہو، تو یہاں پر قریش کی خصوصیت نہ فرمائی، بلکہ فرمایا جو حاکم ہو اس کی تابعداری کرو، تو اب قریش کی خصوصیت جاتی رہی پس اس حدیث میں اور احادیث سابقہ میں تطبیق کیونکر ہوگی دفعیہ اس کا یہ ہے، کہ یہاں حاکم سے مراد وہ عامل ہے، کہ جس کو امام وقت کسی شہر یا کسی گاؤں یا کسی لشکر پر مقرر کرے، امام وقت مراد نہیں ہے، کیونکہ لفظ حدیث ان استعمل ہے جس کا ترجمہ ہے عامل بنایا جاوے اور عامل امام وقت کو نہیں کہتے ہیں اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا، کہ امامت خاص ہے قریش کے ساتھ تو ضرور ہوا، کہ اس حدیث میں وہ عامل مراد لیا جاوے، جس کو امام وقت مقرر کرے، قال الحافظ فی الفتح ونقل ابن بطال عن المھلب قال قولہ اسمعوا و اطیعوا یوجب ان یکون المستعمل للعبد امام قریشی لما تقدم ان الامامۃ لا تکون الا فی قریش واجتمعت الامۃ علی انھا لا تکون للعبید انتہی قال ایضا فی المقام الاخر رواہ ابن الجوزی بان المراد بالعامل ھنا من یستعمل الامام لا من یلی الامامۃ العظمی انتہی وقال فی المقام الاخر وقیل ان الامام الاعظم اذا استعمل عبدا حبشیا علی امارۃ بلد مثلا وجبت طاعتہ ولیس فیہ ان العبد الحبشی یکون ھو الامام الاعظم انتہی۔ اور یہی مطلب بیان کیا ہے اس حدیث کا ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوۃ میں قولہ وان استعمل الخ ای وان استعمل الامام الاعظم فان الائمۃ من قریش انتہی اب یہ شبہ بھی دفع ہو گیا پس دعویٰ ثابت رہا

لہ مہلب نے کہا اسمعوا و اطیعوا سنو اور کہا مانو یعنی اگر قریشی امام کسی غلام کو بھی کہیں عامل مقرر کر دے، تو اس کی اطاعت کرو کیونکہ امامت عظمیٰ تو قریش سے مخصوص ہے اور امت کا اجماع ہے، کہ امام اعظم کوئی غلام نہیں ہو سکتا، اگر قریش امام کسی حبشی کو عامل مقرر کرے، تو اس کی اطاعت فرض ہوگی ۱۲

سلہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بادشاہ حبشی غلام بن جائے ۱۲

سلہ یعنی اگر بادشاہ حبشی غلام کو عامل بنا دے، کیونکہ بادشاہ تو قریش سے ہوں گے ۱۲

کہ سوائے قریش کے کوئی امام اور خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

ثبوت شرط دوم کا سنیئے، شرح عقائد نسفی میں ہے۔ ینبغی[1] ان یکون الامام ظاہرا لیرجع الیہ فیقوم بالمصالح لیحصل ماھو الغرض من نصب الامام لا مختفیا من اعین الناس خوفا من الاعداء وما للظلمۃ من الاستیلاء ولا منتظرا خروجہ عند صلاح الزمان وانقطاع مواد الشر والفساد وانحلال نظام اھل الظلم والعناد لا کما زعمت الشیعۃ خصوصا الامامیۃ منھم انتھی۔ اور اسی میں ہے ویشترط ان یکون من اھل الولایۃ المطلقۃ الکاملۃ ای مسلما حرا ذکرا عاقلا بالغا اذما جعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا انتھی۔ اور ظاہر ہے، کہ اگر امام غیب کی امامت ہوتی تو بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصب امام کی ضرورت نہ ہوتی، بلکہ ناجائز ہوتا، کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ وان[2] احدا لن یصلی علی الا عرضت علی صلوتہ حتی یفرغ منھا قال قلت وبعد الموت قال وبعد الموت ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق رواہ ابن[1] ماجہ۔ غرض کہ امام غائب نہیں ہوتا ہے، کیونکہ امامت کا مقصود فوت ہوگا، یہ عقیدہ شیعوں کا ہے، نہ کہ اہل سنت والجماعت کا، اور نابالغ بھی نہیں۔

---

[1] امام ظاہر ہونا چاہیے، تاکہ اس کی طرف رجوع کیا جا سکے، اور وہ مصالح کو قائم کر سکے، تاکہ بادشاہ کے مقرر کرنے کی جو غرض و غایت ہے، وہ پوری ہو سکے، لوگوں کی نگاہ سے دشمنوں کے خوف سے چھپا ہوا نہ ہو، ظلم کتنا پھیل چکا ہو، اور وہ امر اصلاح زمان اور مواد شر کے منقطع ہونے کا انتظار کر رہا ہے، اور اہل ظلم و عناد کا نظام پھیلا ہوا ہے، جیسا کہ امامیہ شیعہ کا عقیدہ ہے، اور یہ بھی شرط ہے، کہ وہ امامت مطلقہ کاملہ کی اہلیت رکھتا ہو، یعنی مسلمان ہو، آزاد ہو، مرد ہو، عاقل ہو، بالغ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کا مسلمانوں پر کوئی غلبہ نہیں رکھا۔

[2] اگر کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے، تو وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جائے، میں نے عرض کیا، اور موت کے بعد بھی، آپ نے فرمایا، اور موت کے بعد بھی کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسم کو حرام کر دیا ہے، وہ کھا نہیں سکتی، سو اللہ کا نبی زندہ ہے، رزق دیا جاتا ہے ۱۲

---

(۱) قال السندی وفی الزوائد ھذا الحدیث صحیح الا انہ منقطع فی موضعین لان عبادۃ روایتہ عن ابی الدرداء مرسلۃ قال العلاء وزید بن ایمن عن عبادۃ مرسلۃ قالہ البخاری انتھی۔ واللہ اعلم

(ابو سعید محمد شرف الدین عفی عنہ)

ثبوت شرط سوم کا یہ ہے، کہ حدیث میں آیا ہے، کہ جب امام کی بیعت مؤمنین کرلیں، تو اگر دوسرا امام بیعت چاہے تو اس کو قتل کردو۔ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر، رواہ مسلم۔ تو اس سے معلوم ہوا، کہ بیعت امام ثانی کی بعد بیعت ہو جانے امام اول کے ناجائز ہے، اور یہی میں نے بھی کہا تھا۔

شرط چہارم کا ثبوت ضمن میں ثبوت شرط اول و دوم کے گذر چکا، وہ حدیث بخاری کی جس میں ما اقاموا الدین ہے یعنی جب تک دین ٹھیک رکھیں گے قابل امامت رہیں گے، اور جب بے دین ہوں گے تب نہیں، اور عبارت شرح عقاید نسفی کی ای مسلما[1] حرا ذکرا عاقلا بالغا اذ ما جعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ جب شرائط اربعہ امامت کے مدلل مذکور ہو چکے، تو اب میں کہتا ہوں کہ مولوی عبداللہ جو علاقہ خراسان میں ہیں بسبب فقدان شرط اول کے یعنی قریشی نہ ہونے کے امام نہیں ہو سکتے، کیونکہ وہ انصاری ہیں، ومن ادعی فعلیہ البیان۔

سوال دوم کا جواب:۔ جاننا چاہیئے، کہ جہاد فرض کفایہ ہے، صرف ان لوگوں پر جو تندرست ہیں اور محتاج نہیں ہیں، بلکہ غنی ہیں، اندھے اور بیمار اور محتاج پر فرض نہیں ہے، فرمایا اللہ تعالے نے لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ ما علی المحسنین من سبیل واللہ غفور رحیم اور فرض عین اس وقت ہوتا ہے، جب کفار مسلمانوں کو آکر گھیر لیں۔ الا ان یکون النفیر عاما فحینئذ یصیر من فروض الاعیان لقولہ تعالی انفروا خفافا وثقالا الآیۃ۔ مگر جہاد کی کئی شرطیں ہیں، جب تک وہ نہ پائی جائیں گی، جہاد نہ ہوگا۔

اول:۔ یہ کہ مسلمانوں کا کوئی امام وقت وسردار ہو، دلیل اس کی یہ ہے، کہ اللہ تعالی نے کلام مجید میں ایک نبی کا انبیاء سابقین سے قصہ بیان فرمایا ہے، کہ ان کی امت نے کہا، کہ ہمارا کوئی سردار اور امام وقت ہو، تو ہم جہاد کریں۔ الم تر[2] الی الملاء من بنی اسرائیل من بعد موسی

---

[1] یعنی مسلمان آزاد، مرد، عاقل، بالغ ہو، کیوں کہ کافر دل کا مسلمانوں پر غلبہ نہیں ہو سکتا ۱۲

[2] کیا تم نے موسی علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے سرداروں کا واقعہ نہیں سنا، کہ انہوں نے اپنے نبی سے کہا، کہ ہمارے لئے کوئی بادشاہ مقرر کردیں، تاکہ ہم اللہ کی راہ میں لڑائی کریں ۱۲

اذ قالوا لنبی لهم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل الله الآیۃ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد بغیر امام کے نہیں، کیونکہ اگر بغیر امام کے جہاد ہوتا، توان کو یہ کہنے کی حاجت نہ ہوتی، کما لا یخفی اور شرائع من قبلنا جب تک اس کی ممانعت ہماری شرع میں نہ ہو حجت ہے، کما لا یخفی علی الماہر بالاصول، اور حدیث میں آیا ہے، کہ امام ڈھال ہے، اس کے پیچھے ہو کر لڑنا چاہیے، اور اس کے ذریعہ سے بچنا چاہیے، عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم انما الامام جنۃ یقاتل من ورائہ و یتقی بہ الحدیث رواہ البخاری و مسلم اس سے صراحتہ یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ جہاد امام کے پیچھے ہو کے کرنا چاہیے، بغیر امام کے نہیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اسباب لڑائی کا مثل ہتھیار وغیرہ کے مہیا ہو جس سے کفار کا مقابلہ کیا جاوے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو الله وعدوکم وآخرین من دونھم الآیۃ (ترجمہ) اور سامان تیار کرو ان کی لڑائی کے لئے جو کچھ ہو سکے تم سے ہتھیار اور گھوڑے پالنے سے تاکہ اس سے ڈراؤ اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمنوں کو وقال الامام البغوی فی تفسیر ھذہ الآیۃ الاعداد اتخاذ الشیء لوقت الحاجۃ من قوۃ ای من الآلات التی تکون لکم قوۃ علیھم من الخیل والسلاح انتہی یعنی قوت کے معنی ہتھیار اور سامان لڑائی کے ہیں، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا ایھا الذین آمنوا خذوا حذرکم فانفروا ثبات او انفروا جمیعا (ترجمہ) اے ایمان والو! لو اپنا بچاؤ بچاؤ، پھر کوچ کرو جدا جدا فوج یا سب اکٹھے قال الحافظ محی السنۃ فی تفسیرہ تحت ھذہ الآیۃ ای عدتکم والاتکم من السلاح انتہی۔ یعنی حذر سے مراد آلہ لڑائی کا ہے، مثلا ہتھیار وغیرہ کا مہیا ہونا ضروری ہے، اور حدیثوں سے بھی اس کی تاکید معلوم ہوتی ہے، اور ظاہر ہے کہ بے ہتھیار کے کیا کرے گا۔

تیسری شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کا کوئی قلعہ یا ملک جائے امن ہو، کہ ان کا ماوی و ملجا ہو، چنانچہ قرآن کے لفظ من قوۃ کی تفسیر عکرمہ نے قلعہ کی ہے۔ قال عکرمۃ القوۃ الحصون انتہی ما فی معالم التنزیل للبغوی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک مدینہ میں ہجرت نہ کی اور مدینہ جائے پناہ نہ ہوا، جہاد فرض نہ ہوا، یہ صراحتہ دلالت کرتا ہے کہ جائے امن ہونا بہت ضروری ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے، کہ مسلمانوں کا لشکر اتنا ہو کہ کفار کے مقابلہ میں مقابلہ کرسکتا ہو یعنی کفار کے لشکر کے آدھے سے کم نہ ہو، فرمایا اللہ تعالیٰ نے، الان خفف اللہ عنکم و علم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین (ترجمہ) اب بوجھ ہلکا کیا اللہ نے تم سے اور جانا کہ تم میں کمزوری ہے، پس اگر ہوں تم میں سے سو صابر غالب رہیں گے دو سو پر اور اگر ہوں تم سے ایک ہزار غالب ہوں دو ہزار پر حکم سے اللہ کے، اور اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے، یہ آیت صاف کہتی ہے، کہ اپنے سے دگنے سے مقابل ہو، دگنے سے زیادہ سے نہیں، پس جب یہ بات بیان ہو چکی، تو میں کہتا ہوں، اس زمانہ میں ان چار شرطوں میں کوئی شرط بھی موجود نہیں ہے، تو کیونکر جہاد ہوگا، ہرگز نہیں ہوگا، علاوہ بریں ہم لوگ معاہد ہیں سرکار سے عہد کیا ہے، پھر کیوں کر عہد کے خلاف کرسکتے ہیں، عہد شکنی کی بہت مذمت حدیث میں آئی ہے، عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل غادر لواء یوم القیمۃ یعرف بہ رواہ الشیخان عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الغادر ینصب لہ لواء یوم القیمۃ فیقال ھذہ غدرۃ فلان بن فلان رواہ الشیخان۔ اور اسی طرح کی بہت سی حدیثیں ہیں بخوف تطویل کے ترک کی گئی ہیں فقط

شئلہ ۱۲۸۱ محمد نذیر حسین	سید محمد ابوالحسن	شئلہ ۱۲۹۹ محمد عبدالسلام غفرلہ
محمد یوسف ۱۳۰۳	محمد عبدالحمید ۱۲۹۱	محمد عبدالصمد خان بن ملا عبدالواحد ۱۲۹۲
المعتصم بحبل اللہ الاحد ابوالبرکات حافظ محمد	محمد عبدالخالق عفی عنہ کہولنوی	
محمد عبدالغفار ۱۲۸۸	محمد عبدالعزیز ۱۲۸۸	شہاب الدین ۱۲۸۸
محمد اسحق ۱۲۵۵	عبدالغفور ۱۲۸۸	

کل جوابات صحیح و درست ہیں واللہ اعلم، وصیت علی عفی عنہ۔ الجواب حق واکا تباع بالحق احق

الجواب صحیح محمد سعید عفا اللہ عنہ البنارسی۔ ابوالفضل محمد عبدالسلام نصیرآبادی

سوال، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندوستان میں جہاد جائز ہے یا نہیں، بینوا توجروا۔

لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ہر غدار کا ایک جھنڈا ہوگا، جس سے وہ پہچانا جائے گا اور آپ نے فرمایا ہر غدار کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا، اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں غدار ہے ۱۲

الجواب:۔ ارباب شریعت غرا پر مخفی نہیں، کہ شرط مباح جہاد کے واسطے دو امر لابدی ہیں، ایک فقدان امن وامان وعہد وپیمان درمیان اہل اسلام ومقابلین کے، دوم وجود شوکت وقوت وقدرت سلاح وآلات جہاد پر، اور ہندوستان میں شوکت وقوت اور قدرت سلاح وآلات مفقود ہے۔ اور امان وپیمان یہاں موجود پس جب کہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی، تو جہاد کرنا یہاں سبب ہلاکت اور معصیت کا ہوگا۔ فاذا فات الشرط فات المشروط واما شرط اباحتہ فشیئان احدہما امتناع العدو عن قبول ما دعی الیہ من الدین الحق وعدم الامان والعہد بیننا وبینہم والثانی ان یرجو الشوکۃ والقوۃ لاہل الاسلام باجتہادہ وان کان لا یرجوا القوۃ والشوکۃ للمسلمین فی القتال فانہ لا یحل لہ القتال لما فیہ من القاء نفسہ فی التہلکۃ کذا فی الہند یۃ وغیرہا من کتب الفقہ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ سید محمد نذیر حسین عفی عنہ

سید محمد نذیر حسین

سوال:۔ درکتب عقاید حدیثے می آرند کہ من[1] مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ اگر این حدیث صحیح الاسناد است، درین صورت مردمان زمانہ را از

سوال:۔ کتب عقاید میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں، کہ جس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی

(۱) من مات ولم یعرف امام زمانہ الخ قال الامام ابن تیمیۃ فی کتابہ منہاج السنۃ النبویۃ ج ا ص ۲۷ ہذا الحدیث بہذا اللفظ لا یعرف انما الحدیث المعروف مثل ما روی مسلم فی صحیحہ عن نافع قال جاء عبد اللہ بن عمر الی عبد اللہ بن مطیع حین کان من امر الحرۃ ما کان زمن یزید بن معاویۃ فقال اطرحوا لابی عبد الرحمن وسادۃ فقال انی لم آتک لاجلس اتیتک لاحدثک حدیثا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولہ سمعتہ یقول من خلع یدا من طاعۃ لقی اللہ یوم القیامۃ لا حجۃ لہ ومن مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاہلیۃ انتہی بقدر الحاجۃ (ابو سعید محمد شرف الدین عفی عنہ

(ترجمہ) امام ابن تیمیہ اپنی کتاب منہاج السنۃ ج ا ص ۲۷ میں فرماتے ہیں، کہ حدیث کے یہ الفاظ کسی صحیح سند کے ساتھ منقول نہیں ہیں، صحیح مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ ملتی جلتی ایک حدیث موجود ہے، کہ حضرت عبد اللہ بن عمر یزید بن معاویہ کے زمانہ میں عبد اللہ بن مطیع سے ملنے گئے، انہوں نے کہا ان کے لئے تکیہ وغیرہ لاؤ، حضرت ابن عمر فرمانے لگے میں آپ کو صرف ایک حدیث سنانے کے لئے آیا ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے اپنے امام کی بیعت توڑ دی قیامت کے دن اس کے پاس اپنی مغفرت کے لئے کوئی حجت نہ ہوگی، اور جو شخص ایسی حالت میں فوت ہوا کہ کسی امام کی بیعت اس نے نہیں کی وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے ۱۲